بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

غزوۂ طائف کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19/ ستمبر 2025ء (۱۹/ تبوک ۱۴۰۴ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گذشتہ خطبات میں طائف کی جنگ کا ذکر ہو رہا تھا، اس موقعے پر ایک صحابی جو ان سے بات کرنے کے لیے گئے تھے اور طائف والوں نے اس کی ضمانت بھی دی تھی کہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا مگر جب وہ قلعے کے قریب گئے تو انہیں عہد شکنی کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے مصالحت کی کوشش ترک نہیں فرمائی اور بات چیت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے حضرت حنظلہؓ کو بھجوایا۔ طائف والے ان پر بھی حملہ آور ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو حنظلہ کو بچا کر لائے گا؟ اس پر حضرت عباسؓ گئے اور انہیں حملہ آوروں سے بچاتے ہوئے لے آئے۔

اہلِ طائف اور قریش کے چونکہ دیرینہ اور اچھے تعلقات تھے اس بناء پر مصالحت کے لیے حضرت ابوسفیان بن حربؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ قلعے کے اندر گئے، مگر انہیں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ قلعہ والوں نے یہ درخواست کی کہ محمد ﷺ سے کہیں کہ ہمارے باغات کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اللہ کی خاطر اور رشتہ داری کی خاطر انہیں ویسے ہی رہنے دیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست پر باغوں کو تلف کرنے کا حکم واپس لے لیا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا ایسا شاندار نمونہ ہے کہ آپؐ نے خدا کا واسطہ دیے جانے پر وہ حکم واپس لے لیا جو جنگ کا نقشہ تبدیل کر سکتا تھا۔ اس موقعے پر آپؐ نے یہ اعلان کروایا کہ جو غلام قلعے کی فصیلوں سے اتر کر ہمارے پاس آجائے گا وہ آزاد ہو گا۔ اس پر ۲۳/ غلام فصیلوں سے اتر کر آپؐ کے پاس آگئے۔ قلعے والے اس پر بہت رنجیدہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب غلاموں کو آزاد کر کے ایک ایک مسلمان کے حوالے کیا اور

اس غلام کی کفالت کی ذمہ داری ان مسلمانوں پر ڈالی۔ آپؐ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ ان کو اچھی طرح علم سکھایا جائے۔

ایک موقع پر عیینہ بن حصن فزاری نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ وہ قلعہ کے اندر جا کر بنو ثقیف کو اسلام کی دعوت دے۔ (عیینہ بن حصن فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا تھا۔ اس کے متعلق آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کو الاحمق مطاع فرمایا تھا یعنی ایسا لیڈر اور رہنما ہے جو احمق ہے) اجازت ملنے پر عیینہ قلعہ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا اور اسلام کی دعوت دینے کے بجائے بنو ثقیف کو اسلام کے خلاف مزید ورغلایا اور واپس آکر محض غلط بیانی سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بابت بذریعہ وحی اطلاع دے دی تھی کہ یہ وہاں کیا کہہ کے آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے جھوٹ کو ظاہر فرماتے ہوئے عیینہ کی وہ ساری باتیں دہرا دیں جو اس نے وہاں کہی تھیں۔ یہ سنتے ہی عیینہ حیران رہ گیا۔

آنحضرت ﷺ نے محاصرے کی صورتِ حال کے پیشِ نظر حضرت نوفل بن معاویہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے لومڑی اپنے بھٹ میں گھسی ہوئی ہو اس پر کھڑے رہیں گے تو پکڑ لیں گے اور چھوڑ دیں گے تو نقصان کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس پر آپؐ نے محاصرہ ختم کرنے کا فیصلہ فرما لیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف مشورے پر نہیں بلکہ خدا کی طرف سے بھی کوئی خاص راہنمائی یا اشارہ ملا تھا ورنہ آنحضرت ﷺ کی جنگی مہمات میں یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ اتنی اہم مہم کو بظاہر ادھورا چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی ایک خواب کا ذکر بھی ملتا ہے جو آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو سنائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ ایک برتن میں مکھن میرے پاس آیا ہے پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ آپؐ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ اس دفعہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تائید فرمائی۔

جب محاصرہ ختم ہونے کا اعلان ہوا تو بعض جوشیلے نوجوانوں کا ردِ عمل یہ تھا کہ ہم بغیر فتح کے کیوں لوٹ رہے ہیں؟ پہلے یہ لوگ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں درخواست کریں کہ فتح تک محاصرہ قائم رہے۔ مگر جب ان دونوں نے انکار کیا تو یہ نوجوان از خود رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے اور بڑے جذباتی انداز میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم لڑیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے! کل صبح لڑو۔ اگلی صبح انہیں زخموں کے سِوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل صبح ہم واپس روانہ ہوں گے، اس پر ان نَوجوانوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ ان کی رائے کی تبدیلی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بھی مسکرا دیے۔

اس غزوے میں کفار کے تین لوگ قتل ہوئے، البتہ ان کے زخمیوں اور دیگر مقتولین کی معیّن تعداد کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ یہ لوگ قلعے میں رہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے زخمیوں کی بھی معیّن تعداد معلوم نہیں لیکن حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کے زخمی ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ اس غزوے میں بارہ صحابہ شہید ہوئے جن کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت سعید بن عاصؓ، حضرت عرفطہ بن جنابؓ، حضرت عبداللہ بن ابی امیہؓ، حضرت عبداللہ بن عامرؓ، حضرت صائب بن حارثؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن حارثؓ، حضرت جلیحہ بن عبداللہؓ، حضرت ثابت بن جلاؓ، حضرت حارث بن سہلؓ، حضرت منذر بن عبداللہؓ، حضرت رقیم بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن ابو بکرؓ جو بعد میں وفات پا گئے تھے۔ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ کی دو ازواجِ مطہرات حضرت امِ سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ساتھ تھیں ان دونوں کے لیے دو خیمے نصب کیے گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان دونوں خیموں کے درمیان نماز ادا فرماتے۔ آنحضرت ﷺ نے طائف کا کتنے روز محاصرہ کیا اس حوالے سے مختلف روایات ملتی ہیں جن میں دس سے لے کر چالیس راتوں تک کا ذکر ہے۔

روانگی کے وقت آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھتے ہوئے لوٹو کہ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بنو ثقیف کے لیے بد دعا کریں۔ آپؐ کی وسعتِ حوصلہ کا یہ عالَم تھا کہ بد دعا کی بجائے آپؐ نے ان کے لیے یہ دعا کی کہ اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں مسلمان بنا کر لے آ۔ اس کے بعد جب آپؐ واپسی کے لیے روانہ ہوئے تو یہ دعا کی اے اللہ! انہیں ہدایت عطا فرما اور ان کی سپلائی اور رسد کے مقابلہ پر ہمارے لیے تُو کافی ہو۔ آنحضور ﷺ کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ بھولی بھٹکی مخلوق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ یہی طائف والے رمضان ۹ ہجری میں سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا بھی ذکر ملتا ہے، آپؐ کے ارشاد پر ان غلاموں کی رہائش کے لیے جن کی تعداد چھ یا آٹھ ہزار تک تھی، عارضی تعمیرات کی گئیں تاکہ سردی گرمی کی شدّت سے بچاؤ ہو سکے۔ مالِ غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بھیڑ بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی جو تقریباً ۴۹۰ کلو گرام بنتی ہے حاصل ہوئی۔ اس سے پہلے مسلمانوں کو کبھی اس قدر مالِ غنیمت حاصل نہیں ہوا تھا۔ ایسے موقع پر بھی آپؐ کو اپنے صحابہؓ کی تربیت کا اتنا خیال تھا کہ آپؐ نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل اعلان فرمایا کہ اس مال میں سے سوائے خمس کے، میرا حق بھی وہی ہے جس کا تم میں سے ہر کوئی حق دار ہے اور وہ خمس بھی آخر تمہارے پاس ہی پلٹ آئے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ سوئی اور اس کا دھاگہ یا اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز کسی کے پاس ہے تو وہ واپس

کر دے، فرمایا: خیانت سے بچو کیونکہ قیامت کے دن یہ خیانت کرنے والے کے لیے باعثِ عار اور ایک دھبہ ثابت ہوگی۔ یہ سن کر ایک صحابی اونٹ کے بالوں سے بنی ہوئی رسّی کا ایک گولا لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مَیں نے پھٹی ہوئی زین سینے کے لیے دھاگہ مالِ غنیمت میں سے لے لیا تھا۔

اسی طرح ایک اَور صحابی حاضر ہوئے جنہوں نے مالِ غنیمت میں سے ایک سوئی لے کر اپنی بیوی کو دی تھی، وہ فوراً اعلان سن کر بیوی کے پاس گئے اور سوئی واپس لے کر مالِ غنیمت میں رکھ دی۔ آنحضرت ﷺ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں تالیفِ قلب کا خیال رکھتے ہوئے سب سے پہلے قبائل کے رؤساء اور سرداروں کو مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ یہ سردار اپنے اپنے قبائل میں شرف اور بزرگی رکھنے والے تھے۔ آپؐ نے انہیں سَو سَو اور پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے ارشاد فرمایا کہ وہ باقی لوگوں کو بھی بلا لیں۔ پھر آپؐ نے سب لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔ ہر کسی کے حصّے میں چار اونٹ یا چالیس بکریاں آئیں۔ آنحضرت ﷺ نے قریش کو مالِ غنیمت دینے کی ایک وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں قریش کو دے کر ان کی تالیفِ قلب کا سامان کر رہا ہوں کیونکہ انہیں کفر سے تعلق توڑے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اس موقعے پر کچھ منافقین نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر اعتراض بھی کیا اور یہ الزام بھی لگایا کہ نعوذ باللہ آپؐ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں عدل سے کام نہیں لیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے جب یہ سنا تو آپؐ کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ اور اُس کا رسول بھی انصاف سے کام نہیں لے گا تو کون ہے جو عدل و انصاف کرے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم کرے انہیں اس سے بھی بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں اور انہوں نے صبر سے کام لیا۔

اس کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی تقسیم پر اعتراض کیا تو آپؐ نے فرمایا: تیرا بُرا ہو اگر میرے پاس بھی عدل نہیں تو پھر کس کے پاس ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ابھی اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا نہیں! ممکن ہے کہ یہ شخص نماز پڑھتا ہو۔ اس پر خالد نے عرض کیا کہ کیا کوئی نمازی یہ کہہ سکتا ہے جو اس کے دل میں نہ ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خالد! مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مَیں لوگوں کے دل چیر کر یا سینے چاک کر کے دیکھوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔